❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت رمضان المبارک
وقت 5-7 منٹ

ماہِ رمضان اور روزہ کے متعلق فتاویٰ اور مسائل

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے فرمودات وارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (البقرہ:188)

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔ پھر روزے کو رات تک پورا کرو۔ اور ان سے ازدواجی تعلقات قائم نہ کرو جبکہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ اللہ کی حدود ہیں پس ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور و مسلم)

تیری رضا کا ہوں میں طلب گار ہر گھڑی
گر یہ ملے تو جانوں کہ سب کچھ ملا مجھے

سامعین کرام آمیں! حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں رمضان وروزہ کے مسائل کو سنتے ہیں۔

رمضان کا چاند وسورج سے تعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

”رمضان کا چاند اور سورج دونوں سے ہی تعلق ہے۔ رمضان کا آغاز چاند دیکھ کر کیا جاتا ہے لیکن سحر وافطار کی تعیین سورج سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم بیان کرتا ہے سورج اور چاند دونوں ہی حساب کے لئے مفید ہیں اور دوسری طرف عقلی طور پر بھی اگر دیکھا جائے تو ان دونوں میں فوائد نظر آتے ہیں۔ چنانچہ وقت اور زمانہ کی تعیین کے لحاظ سے سورج مفید ہے اور عبادتوں کو شرعی طریق پر چلانے کے لئے چاند مفید ہے اس لئے کہ چاند کے لحاظ سے موسم بدلتے رہتے ہیں اور انسان سال کے ہر حصہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا قرار پا سکتا ہے۔ مثلاً رمضان ہے اب اس کا انحصار چونکہ قمری مہینوں پر ہے اس لئے 36 سال میں ایک دَور ختم ہو جاتا ہے اور سال کے بارہ مہینوں میں ہی رمضان کے ایام آجاتے ہیں، کبھی جنوری میں آجاتا ہے، کبھی فروری میں آجاتا ہے، کبھی مارچ میں آجاتا ہے، کبھی اپریل میں آجاتا ہے غرض وہ کبھی کسی مہینہ میں آجاتا ہے اور کبھی کسی مہینہ میں اور اس طرح سال کے تین سو ساٹھ دنوں میں ہر دن ایسا ہوتا ہے جس میں انسان نے روزہ رکھا ہوتا ہے لیکن اگر قمری مہینوں کی بجائے شمسی مہینوں پر روزے مقرر ہوتے تو اگر ایک دفعہ جنوری میں روزے آتے تو پھر ہمیشہ جنوری میں ہی روزے رکھنے پڑتے اور اس طرح عبادت کو وسعت حاصل نہ ہوتی۔ پس عبادت کو زیادہ وسیع کرنے کے لئے اور اس غرض کے لئے کہ انسان اپنی زندگی کے ہر لحظہ کے متعلق یہ کہہ سکے کہ وہ اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارا ہے، عبادات کا انحصار قمری مہینوں پر رکھا گیا ہے، لیکن وقت کی تعیین صحیح کے لئے سورج مفید ہے اور سال کے اختتام یا اس کے شروع ہونے کے لحاظ سے انسانی دماغ سورج سے ہی تسلی پاتا ہے۔“ (سیر روحانی صفحہ 79)

حضورؓ سے کچھ لوگوں نے سوال کیے کہ

رمضان کا روزہ پیر سے شروع ہے ایک شخص نے اس خیال سے روزہ نہیں رکھا کہ چاند اتوار کو ابر کے باعث نظر نہیں آیا؟

جواب:۔ اس کے عوض رمضان کے بعد رکھ لیوے۔

(الفضل 18 جولائی 1916ء۔ نمبر4)

محمد طاہر صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ پاڈانگ کے سوالوں کے جوابات جو حضور ایدہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرما۔

سوال:۔ کیا اس ملک میں جہاں پر عموماً چاند دکھائی نہیں دیتا روزہ اہل فلک کے حساب کے مطابق رکھا جاسکتا ہے؟

مثلاً سماٹرا و جاوا میں عام طور پر لوگ اہل فلک کے حساب کے مطابق روزہ رکھتے ہیں کیونکہ وہاں پہاڑ اور بادل کی وجہ سے عموماً چاند دکھائی نہیں دیتا اور اس ملک میں جہاں پر چھ مہینہ دن اور چھ مہینہ رات ہوتے ہیں جیسا North Pole میں کس طرح روزہ رکھا جاسکتا ہے۔ اگر وہاں بھی روزہ رکھا جاسکتا ہے تو سحری اور افطار کا کیا حساب ہوگا؟

جواب:۔ جہاں چاند نکلتا ہے وہاں یہ حساب ہوگا کہ چاند دیکھنے پر روزہ اور عید ہو اگر 29 دن کے بعد چاند نکلتا ہے اور اگر 30 دن ہوجائیں تو پھر بغیر دیکھے حساب پر روزہ رکھنا یا عید کرنا اسلامی تعلیم کے مطابق ہیں۔ جہاں چاند نہیں نکلتا وہاں روزہ 12 گھنٹہ کا دن فرض کرکے ہوگا۔

چونکہ بیرون جات سے یہ خبریں پہنچتی ہیں کہ پہلا روزہ ہفتہ کا ہے بلکہ ایک دوست جو الہ آباد کے علاقہ سے آئے ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ وہاں مَیں نے خود چاند دیکھا ہے اور لوگوں نے دیکھ کر ہفتہ کا روزہ رکھا۔ اس لئے حضور نے پسند فرمایا کہ جمعرات کے دن بیسویں تاریخ قرار دے کر اسی روز اعتکاف بیٹھ جاویں۔ علاقہ نظام (حیدرآباد دکن) میں تو جمعہ کے روز پہلا روزہ ہوا۔

(فرمودات مصلح موعود۔ درباره فقہی مسائل صفحہ 155-156)

جسے ماہ رمضان کا علم نہ ہوسکا

امریکہ کے نو مسلم بشیر الدین صاحب نے اپنے خط میں پوچھا کہ اس وقت میں روزے رکھ رہا ہوں کو مجھے صحیح علم نہیں کہ رمضان کس تاریخ کو شروع ہوا۔ مَیں نے روزے گزشتہ ماہ کی 21 تاریخ کو شروع کئے تھے اور اس ماہ کی 20 تاریخ تک رکھوں گا؟

جواب:۔ آپ کا خط ملا اس بات کو معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی کہ آپ روزے رکھ رہے ہیں۔ رمضان المبارک 5 مئی سے 2 جون تک رہا اور 3 جون کو عید ہوئی۔ لیکن جس شخص کو علم نہ ہو وہ جس وقت بھی روزے رکھے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی مقبول ہیں۔ کیونکہ ہمارا خدا ہمارے علم کے مطابق ہم سے معاملہ کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے علم کے مطابق ہم سے معاملہ کرے تو دنیا کا کوئی انسان بھی نجات نہ پاتا۔

(فرمودات مصلح موعود۔ درباره فقہی مسائل صفحہ 171)

رمضان کا فدیہ

سامعین! جو لوگ بیمار ہیں یا کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتے وہ فدیہ ادا کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ سے کسی نے پوچھا کہ میری بیوی دائم المرض ہے روزہ نہیں رکھ سکتی۔ اس کا فدیہ یہیں کسی کو کھلا دیں یا اس کی قیمت قادیان بھیج دیں؟

آپؓ نے فرمایا: خواہ یہاں بھیج دیں خواہ وہیں مستحق مساکین کو کھلا دیں جن میں احمدی و غیر احمدی کی کوئی تخصیص نہیں۔

آپ نے فدیہ دے دیا ٹھیک کیا۔ اگر کسی وقت طاقت روزے کی ہو تو روزہ رکھنا۔ فدیہ قربانی کہلائے گی فرض نہیں کہلائے گی۔ اگر روزے کے ساتھ انسان فدیہ کی طاقت رکھتا ہے تو فدیہ بھی ساتھ ساتھ ضرور دے۔

(فرمودات مصلح موعود۔ درباره فقہی مسائل صفحہ 172)

چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا

حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ارشاد ہے کہ اگر روزے کسی جائز عذر کی وجہ سے رہ گئے ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ اس عذر کے دُور ہونے پر اسے روزوں کی توفیق عطا فرمادے تو وہ جس قدر ان چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کرسکتا ہو اسے تھوڑے تھوڑے کرکے ان روزوں کو رکھ لینا چاہیے۔

(ماخوذ از الفضل 8 مارچ 1961ء صفحہ 2-3)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"میں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دورانِ رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا احساس ہونے لگتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 375)

نمازِ تراویح

نماز تراویح کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

ا۔ قیام رمضان جسے عوام الناس تراویح کہتے ہیں کوئی الگ نماز نہیں وہی تہجد کی نماز ہے جسے متقی مسلمان بارہ مہینے پڑھتے ہیں۔ہاں رمضان میں زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ اوّل طریق یہ ہے کہ تہجد اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں۔

ب۔ لیکن عام طور پر یہی مناسب ہے کہ اگر کوئی حافظ میسّر ہو تو سحری کھانے سے پہلے پچھلی رات باجماعت ادا کر لیں۔ کیونکہ بعض لوگ اکیلے اکیلے پڑھنے میں سستی کرتے ہیں۔

ج۔ اگر پچھلی رات نہیں پڑھی جاسکتی تو عشاء کی نماز کے بعد نماز پڑھ لیا کریں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں صحابہ کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا۔

د۔ مگر آج کل جو رسم کے طور پر تراویح پڑھی جاتی ہے اس سے حتّی الوسع احتراز لازم ہے۔

ہ۔ 11 رکعت مع وتر۔

و۔ تراویح اور تہجد ایک ہی چیز ہے۔ بعض لوگ جو ان کو دو الگ عبادتیں خیال کر کے دونوں کو ادا کرتے ہیں یہ غلطی ہے۔

(فرموداتِ مصلح موعود۔ دربارہ فقہی مسائل صفحہ 169-170)

نماز تراویح میں غیر حافظ کا قرآن دیکھ کر لقمہ دینا

فرمایا:

رمضان شریف میں تراویح کے لئے کسی غیر حافظ کا قرآن دیکھ کر حافظ کو بتلانے کے متعلق دریافت کیا گیا تو حضور نے فرمایا:

مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ اس کے متعلق نہیں دیکھا۔ اس پر مولوی محمد اسماعیل صاحب مولوی فاضل نے کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے جائز قرار دیا ہے۔

فرمایا جائز ہے تو اس سے بہت فائدہ ہو سکتا ہے اور اس کے لئے یہ انتظام بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی شخص تمام تراویح میں بیٹھ کر نہ سنتا رہے بلکہ چار آدمی دو دو رکعت کے لئے سنیں اس طرح ان کی بھی چھ چھ رکعتیں ہو جائیں گی۔

عرض کیا گیا کیا فقہ اس صورت کو جائز ٹھہراتی ہے؟

فرمایا:۔ اصل غرض تو یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن کریم سننے کی عادت ڈالی جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فتویٰ تو ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے ہے جیسے کوئی کھڑا ہوا نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر ہی پڑھ لے اور بیٹھ کر نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھ لے۔ یا جس طرح کسی شخص کے کپڑے کو غلاظت لگی ہو اور وہ اسے دھو نہ سکے تو اسی طرح نماز پڑھ لے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ ضرورت کی بات ہے۔

(فرموداتِ مصلح موعود۔ دربارہ فقہی مسائل صفحہ 170)

اعتکاف

فرمایا:

"اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ"

(الفضل جلد 2 نمبر 64 مورخہ 12، نومبر 1914ء صفحہ نمبر 12 زیر عنوان، ضمیمہ درس صفحہ 84)

آیت کریمہ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ۔ (سورۃ البقرۃ: 188)

یعنی اور ان سے (اپنی بیویوں سے) ازدواجی تعلقات قائم نہ کرو جبکہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے ہو، کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”اس کے متعلق اختلاف ہوا ہے کہ آیا اعتکاف کی وجہ سے مباشرت ممنوع قرار دی گئی ہے یا مسجد کی حرمت کی وجہ سے۔ میرے نزدیک اعتکاف کی وجہ سے مباشرت سے نہیں روکا گیا بلکہ مسجد کے احترام کی وجہ سے روکا گیا ہے جس کی طرف وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ کے الفاظ اشارہ کر رہے ہیں کہ مباشرت کی نفی اعتکاف کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ مساجد کی وجہ سے ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مباشرت لمس کو بھی کہتے ہیں اور احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت عائشہؓ ایسی حالت میں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں بیٹھے ہوتے تھے آپؐ کا سر بھی پانی سے دھو دیتی تھیں اور بالوں کی کنگھی بھی کر دیا کرتی تھیں (بخاری ابواب الاعتکاف) پس اس جگہ مباشرت کی نہی سے محض مخصوص تعلقات یا اس کے مبادی مراد ہیں، جسم کو چھونا مراد نہیں۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 413-412)

کسی نے حضرت مصلح موعودؓ سے سوال کیا کہ کیا گھر میں اعتکاف ہو سکتا ہے؟

آپؓ نے فرمایا: مسجد کے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔

(فرمودات مصلح موعود۔ درباره فقہی مسائل صفحہ 171)

سامعین! اب بعض مسائل رمضان کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات پیش ہیں:

1۔ چاند کے بارہ میں تار خبر معتبر ہے۔ اعتبار کی وہی صورت ہے جو عام معاملات میں ہوتی ہے۔ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسروں پر حجت ہے جب تک اختلاف مطالع نہ ہو۔

2۔ روزے کے لئے نیت ضروری ہے۔ بغیر نیت روزے کا ثواب نہیں۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔

(ب) افق مشرق پر سیاہ دھاری سے سفید دھاری شمالاً جنوباً ظاہر ہونے تک کھانا پینا جائز ہے۔

اگر اپنی طرف سے احتیاط ہو اور بعد میں کوئی کہے کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی۔ تو روزہ ہو جاتا ہے۔

(ج) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا کھانے اور نماز فجر میں پچاس آیت پڑھنے تک وقفہ ہوتا تھا۔

(د) پَو پھٹنے کے بعد تک جُنبی رہنا منع نہیں۔

3۔ اپنی بیوی کے بوسے، مباشرت بغیر جماع، احتلام، مسواک خشک یا تر، آنکھوں میں دوائی ڈالنے، خوشبو سونگھنے، بلغم حلق میں چلے جانے، گرد و غبار حلق میں پڑ جانے، کُلی کرنے، بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ سرمہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ دن کو لگانا مکروہ ہے۔

4۔ جماع (خواہ بغیر انزال ہو) کُلی کرتے ہوئے پانی اندر چلے جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

عمداً جماع سے 60 روزے یا ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ضروری ہے۔ جسے غروب آفتاب کے متعلق غلطی کا علم بعد میں معلوم ہو وہ اس روزہ کو پھر رکھے۔

5۔ بیہوشی حمل، ارضاع (دودھ پلانا) جیل خانہ عذر ایسے ہیں کہ بعد میں لازم ہے۔ حاملہ مرضعہ کو وقت نہ ملے تو فدیہ طعام مسکین دے۔ مسافر دوسرے وقت میں روزہ رکھے۔ سات کوس سفر ہے۔ مگر جس کا فرض منصبی یا پیشہ سفر ہو وہ مسافر نہیں۔ مریض صحت یاب ہو کر روزہ رکھے۔ مرض کی تحدید نہیں۔ دائم المریض، شیخ فانی ہر روزہ پر ایک مسکین کو دونوں وقت کھانا کھلائے۔ کھانا اپنی حیثیت کو مد نظر رکھ کر مہینے کے خرچ کا اوسط جو ایک دن پر پڑے۔ جو کام بطور پیشہ کئے جاتے ہیں ان کے عذر سے روزہ چھوڑنے کا حکم نہیں۔

عورت بحالت حیض روزہ نہ رکھے بعد میں قضا کرے۔ استحاضہ والی روزہ رکھے۔

6۔ روزہ کھولنے کے وقت یہ دعا پڑھی جاوے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ

7۔ روزہ طاق کھجور سے یا پانی سے کھولنا مستحب ہے۔

(فرموداتِ مصلح موعود۔ درباره فقہی مسائل صفحہ 159-160)

صدقۃ الفطر

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"ہر عید کے موقعہ پر رمضان کے بعد عید کی نماز سے پہلے ہر مؤمن کے لئے فرض ہے کہ وہ کم از کم ڈیڑھ سیر گندم یا اور مناسب غلہ خدا کے لئے غرباء کی امداد کی خاطر دے۔ خواہ غریب ہو یا امیر۔ غریب اس میں سے دے جو اس کو اس دن ملا ہو اور امیر اس میں سے دے جو اس نے پہلے سے کما چھوڑا ہو۔"

(فرموداتِ مصلح موعود۔ دربارہ فقہی مسائل صفحہ 172)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے سوال کیا گیا کہ کیا غیر احمدی کو صدقہ فطر نہیں دینا چاہئے خواہ کیسا ہی بے کس اور غریب ہو؟

آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ "دینا چاہئے۔ ہاں اگر جمع کرنے اور تقسیم کرنے کا کوئی انتظام ہو تو اس میں شامل ہونا چاہئے۔"

(فرموداتِ مصلح موعود۔ دربارہ فقہی مسائل صفحہ 172-173)

صدقۃ الفطر غیروں کو دے سکتے ہیں، سیدوں کو نہیں

فرمایا: "جہاں تک ہو سکے رمضان سے عملی سبق لینا چاہئے۔ یہاں کے لوگ یہاں صدقہ کر سکتے ہیں اور باہر کے باہر۔ یہ شرط نہیں ہے کہ اپنے ہی ہاں دیا جائے۔ غیروں کو بھی دینا چاہئے۔ غیروں کو بلکہ ضرور ہی دینا چاہئے تا خدا کی مخلوق سے ہمدردی عام ہو۔

میرے نزدیک کُتّے بلیلاں اور چوہے بھی مستحق ہیں کہ ان کو بھی کھلانا پلانا چاہئے۔ یہ تو صدقہ کے متعلق تھا مگر ایک بات اَور بھی یاد رکھو۔ ایک جماعت ہے جو صدقہ نہیں کھا سکتی وہ محتاج ہے، غریب ہے، نادار ہے۔ اس کی بھی مدد کی صورت نکالنی چاہئے۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ مستحق ہیں وہ سیّدوں کی جماعت ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسل کو صدقہ سے منع فرمایا ہے۔ بعض نے کہا ہے اب سیّدوں کے لئے صدقہ لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ نادار ہیں مگر میرے نزدیک درست نہیں۔ جس بات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس کو جائز کیا جائے۔ صدقہ کے علاوہ اَور بھی طریق ہو سکتے ہیں جن سے ان کی مدد ہو سکتی ہے اور اس طرح محبت بھی بڑھ سکتی ہے وہ ہدایہ کا طریق ہے۔

پس سیّدوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق نسبتی ہے اس لئے جہاں مَیں آپ لوگوں کو صدقات کی طرف متوجہ کرتا ہوں وہاں یہ بھی بتاتا ہوں کہ مَیں نہیں چاہتا کہ صدقہ کسی فتویٰ سے سیّدوں کے لئے جائز کر دیا جائے۔"

(فرموداتِ مصلح موعود۔ درباره فقہی مسائل صفحہ 173)

رویت ہلال

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور میں رویت ہلال کے بارے میں شہادتوں کے ذریعے عید کے اعلان کا بھی ذکر ملتا ہے۔ آپ عید کے موقع کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لاہور فون سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہاں جالندھر سے رپورٹ آئی ہے کہ شملہ میں لوگوں نے چاند دیکھ لیا ہے اسی طرح معلوم ہوا کہ سولن پہاڑ پر بھی اور بمبئی میں بھی چاند دیکھا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ چاند بہت کم اونچا تھا۔ قادیان کے احمدی دوست چونکہ اس وقت دعا میں مشغول تھے اس لئے وہ چاند دیکھ نہ سکے اور باہر بھی تھوڑے تھوڑے غبار کی وجہ سے نظر نہ آیا۔ مگر پہاڑوں پر چونکہ اتفاقاً مطلع صاف تھا اس لئے وہاں کے رہنے والوں نے چاند کو دیکھ لیا چنانچہ اس بارے میں جتنی رپورٹیں آئیں ان میں سے اکثر پہاڑی مقامات کی ہیں سوائے کپورتھلہ کے بعض نے وہاں بھی چاند دیکھ لیا تھا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اکتوبر 1943ء)

اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں

فرمایا:

"شریعت نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اگر عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو جائز ہے کہ جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔ لیکن یہ بھی جائز ہے کہ عید اور جمعہ دونوں ہی پڑھ لئے جائیں۔ کیونکہ ہماری شریعت نے ہر امر میں سہولت کو مدنظر رکھا ہے۔ چونکہ عام نمازیں اپنے اپنے محلوں میں ہوتی ہیں لیکن جمعہ کی نماز میں سارے شہر کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عید کی نماز میں بھی سب لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک دن میں دو ایسے اجتماع جن میں دور دور سے لوگ آ کر شامل ہوں

مشکلات پیدا کر سکتا ہے اس لئے شریعت نے اجازت دی ہے کہ اگر لوگ برداشت نہ کر سکیں تو جمعہ کی بجائے ظہر پڑھ لیں۔ بہر حال اصل غرض شریعت کی یہ ہے کہ مسلمان اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ عرصہ کے لئے اکٹھے بیٹھ سکیں کیونکہ اسلام صرف دل کی صفائی کے لئے نہیں آیا۔ اسلام قومی ترقی اور معاشرت کے ارتقاء کے لئے بھی آیا ہے اور قوم اور معاشرت کا پتہ بغیر اجتماع میں شامل ہونے کے نہیں لگ سکتا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21اگست 1956ء بحوالہ المصلح کراچی 20 اکتوبر 1956ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 11 فروری 1938 میں جمعہ کے روز دو عیدوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"رسول کریمؐ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جب جمعہ اور عید جمع ہو جائیں تو اجازت ہے کہ جو لوگ چاہیں جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ادا کرلیں مگر فرمایا ہم تو جمعہ ہی پڑھیں گے۔ کل بھی میرے پاس ایک مفتی صاحب کا فتویٰ آیا تھا کہ بعض دوست کہتے ہیں اگر جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ہو جائے تو قربانیوں میں ہم کو سہولت ہو جائے گی اور انہوں نے اس قسم کی حدیثیں لکھ کر ساتھ ہی بھجوا دی تھیں۔ مَیں نے اُن کو یہی جواب دیا تھا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جمعہ اور عید جب جمع ہو جائیں تو جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھنے کی اجازت ہے مگر ہم تو وہی کریں گے جو رسول کریمؐ نے کیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا اگر کوئی جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھنا چاہے، تو اُسے اجازت ہے۔ مگر ہم تو جمعہ ہی پڑھیں گے۔ مَیں نے انہیں کہا، میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ جو شخص چاہے آج کی بجائے ظہر پڑھ لے، مگر جو ظہر پڑھنا چاہتا ہے، تو وہ مجھے کیوں مجبور کرتا ہے کہ مَیں بھی جمعہ نہ پڑھوں، مَیں تو وہی کہوں گا جو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ ہم جمعہ ہی پڑھیں گے... مَیں اس حصہ عمل کرتا ہوں جس میں آتا ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا ہم جمعہ ہی پڑھیں گے اور اگر کوئی دوسرے حصہ پر عمل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس حصہ پر عمل کرے، مگر وہ مجھے کیوں مجبور کرنا چاہتا ہے کہ مَیں بھی اس دوسرے حصہ پر عمل کروں تو آج دو عیدین جمع ہیں۔"

(خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ 11 فروری 1938ء بحوالہ الفضل 15 مارچ 1938ء)

عیدی

سامعین حضرت مصلح موعود سے سوال کیا گیا کہ جمعۃ الوداع میں عیدی کیوں نہیں دی جاتی اور عید پر عیدی کیوں دی جاتی ہے حالانکہ جمعۃ الوداع روزوں کے دنوں میں آخری جمعہ ہے اور سب دنوں سے پاک دن ہے۔ اس میں بھی تو لوگ بڑی مستعدی سے نہا دھو کر مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور اسی شان سے ہوتے ہیں جس شان سے کہ عیدین میں؟

آپؓ نے فرمایا:

"اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعۃ الوداع لوگوں کا خود ساختہ ہے۔ خدا اور رسول نے اس دن کو کوئی اہمیت نہیں دی اور عید کو خدا اور رسول نے اہمیت دی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ امت کے لئے خوشی کا دن ہے اور کھانے پینے کا دن ہے۔ چونکہ کھانے پینے کا دن ہے اس لئے کھانے پینے کے لئے مسلمان عیدی دیتے ہیں جو خود ایک ایجاد ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عیدی بچوں کو دینا ثابت نہیں۔"

(فرموداتِ مصلح موعود۔ دربارہ فقہی مسائل صفحہ 174)

عید کارڈ

ایک مرتبہ عید الفطر کے موقعہ پر حضرت خلیفۃُ المسیح الثانیؓ کے نام بھی رنگین عید کارڈ باہر سے آئے۔ اُس پر حضورؓ نے فرمایا:

"یہ اسراف ہے اور بے ضرورت روپیہ ضائع کیا جاتا ہے۔ بہتر ہو کہ لوگ اس کو دین کی تبلیغ میں خرچ کریں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ نوجوانوں اور چھوٹے بچوں میں اس کا بہت رواج ہے بچے بلکہ بعض ادھیڑ عمر حضرات بڑی بڑی قیمت کے کارڈ خرید کر پھر لفافوں میں بند کرکے دوستوں کو بھیجتے ہیں۔ یہ بہت بُرا دستور ہے۔ احباب کو چاہئے کہ اس رسم کو ترک کردیں اور سب سے پہلے قادیان میں اس پر عمل ہو۔ اگر کوئی دوکاندار لائے تو اس سے نہ خریدے جائیں۔ لوکل سیکرٹری صاحب کی توجہ درکار ہے۔ کیونکہ یہ فضول خرچی ہے اور اسلام فضول خرچی کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔"

(فرموداتِ مصلح موعود۔ دربارہ فقہی مسائل صفحہ 174-175)

شوال کے روزے

شوال کے روزے کب رکھنے چاہئیں، اس بابت جماعت کو تاکیداً مخاطب کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہو وہ بیدار ہو جائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھ روزے رکھیں، اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں"

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 71)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان میں مقبول عبادات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود)

✡✡✡✡